بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یوم پنجشنبہ

جلد ۳۲ | ۲۰ ماہ شہادت ۱۳۲۳ ہش | ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ | ۲۰ اپریل ۱۹۴۴ء | نمبر ۹۱

## مدینۃ المسیح

دہلی ۱۸ اپریل۔ گیارہ بجے رات بذریعہ فون اطلاع موصول ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ تعالیٰ کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی بفضل خدا اچھی ہے۔ ثم الحمد للہ۔

مکرم میاں عبد الرحیم احمد صاحب کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت حالت کسی قدر بہتر ہے۔ احباب انکی صحت و عافیت کیلئے خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں۔

مسجد مبارک جو نمازیوں کی کثرت کیوجہ سے ناکافی ثابت ہو رہی تھی اور بہت سے لوگوں کو گلی میں نماز پڑھنی پڑتی تھی۔ اس کی توسیع کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ یہ توسیع جنوب کیطرف ہوگی۔

دہلی کے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے جو اصحاب گئے تھے۔ وہ واپس آگئے ہیں۔



روزنامہ الفضل قادیان — ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ

# ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

### یکم اپریل بعد نماز مغرب

#### مسند احمد بن حنبل کے متعلق

مولوی ابو العطاء صاحب کے ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا:۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ مسند احمد بن حنبل کے متعلق فرمایا۔ کہ یہ حدیث کی نہایت معتبر کتاب ہے۔ مگر اس میں بعض ایسی روایات بھی شامل ہو گئی ہیں جو کمزور ہیں۔ امام احمد حنبل صاحب کا ایک لڑکا جس کا نام عبد اللہ تھا۔ اُسکے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ اس کی روایات درست ہیں۔ مگر کچھ اور روایات کا ذکر کیا کہ وہ ایسی محفوظ نہیں ہیں۔ اور آپ نے فرمایا میرا دل چاہتا تھا۔ اصل کتاب کو علیحدہ کر لیا جاتا۔ مگر یہ کام میرے وقت میں نہیں ہو سکا۔ اس کے بعد میرا نام لیکر فرمایا۔ میاں یہ کام شاید آپ کے وقت میں ہو جائے۔ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب بھی اُس وقت موجود تھے۔ مجھے آپ کی اس بات سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُس میں دو قسم کی روائتیں ہیں۔ مگر جب میں نے خود کتاب پڑھی۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ اُس میں دو قسم کی نہیں چھ قسم کی روایات ہیں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ عبد اللہ کی روائتیں تو ٹھیک ہیں۔ مگر آپ کے شاگرد کی روائتیں ٹھیک نہیں لیکن چونکہ اُس میں چھ قسم کی روائتیں ہیں۔ اس لئے حضرت خلیفہ اول رضؓ کے بیان کی تعیین نہیں رہتی۔ البتہ شارحین نے خود بحث کر کے روایات کے ایک حصہ کو ضعیف قرار دیا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ چھ قسم کی روایات جو مسند احمد بن حنبل میں ہیں۔ یہ ہیں۔ (۱) وہ روایات جو عبد اللہ نے اپنے والد امام احمد سے روایت کی ہیں۔ (۲) وہ روایات جو عبد اللہ نے اپنے والد اور بعض دوسرے محدثین سے سُنی ہیں (۳) وہ روایات جو عبد اللہ نے امام احمد سے سُنی ہی نہیں۔ دوسروں سے سنی ہیں۔ اور کتاب میں شامل کر دی ہیں۔ یہ زوائد عبد اللہ کہلاتی ہیں۔ (۴) وہ روایات جو عبد اللہ نے امام احمد سے نہیں سنیں لیکن خود انکے سامنے پڑھی ہیں۔ (۵) وہ روایات جو انہوں نے نہ امام احمد سے سُنیں اور نہ اُن کے سامنے پڑھیں۔ لیکن امام احمد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی آپ کی کتاب میں دیکھیں اور انکو کتاب میں شامل کر دیا۔ (۶) وہ روایات جو عبد اللہ نے نہیں لکھیں۔ بلکہ حافظ ابو بکر القطیعی نے جو امام احمد اور عبد اللہ بن امام احمد کے شاگرد تھے کتاب میں زائد کر دیں۔ اور وہ نہ عبد اللہ نے امام احمد سے بیان کی ہیں اور نہ امام احمد سے براہ راست حافظ ابو بکر نے سُنی ہیں۔ اور یہ روایات سب کم ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کا منشا یہی تھا۔ کہ تیسری اور چھٹی قسم کی روایات کو مسند سے الگ کر دیا جائے۔ یعنی وہ روایات جو عبد اللہ نے امام احمد سے نہیں سنیں اور وہ روایات جو حافظ ابو بکر نے عبد اللہ کے توسط سے یا براہ راست امام احمد سے نہیں سنیں۔ کیونکہ یہ روایات مسند احمد بن حنبل کا حصہ کہلا ہی نہیں سکتیں

#### ایک عجیب رؤیاء

فرمایا میں نے پرسوں ایک عجیب رؤیا دیکھی جو جماعت کے متعلق ہے وہ بظاہر منذر بھی ہے اور مبشر بھی معلوم ہوتی ہے میں نے دیکھا کہ ایک جگہ ہماری جماعت کھڑی ہے مگر تھوڑے سے افراد ہیں اور میں انہی کو تمام جماعت کا قائم مقام سمجھتا ہوں رؤیا میں بعض دفعہ ایک چھوٹا سا نظارہ دکھایا جاتا ہے اور مراد اس سے بڑی جماعت ہوتی ہے اور بعض دفعہ بڑا نظارہ دکھایا جاتا ہے۔ مگر مراد اس سے کوئی چھوٹا واقعہ ہوتا ہے۔ رؤیا میں میں نے اپنی جماعت کے جو آدمی دیکھے وہ سات آٹھ تھے زیادہ نہیں۔ میں نے دیکھا کہ اُن سات آٹھ آدمیوں نے ایک صف بنائی ہوئی ہے۔ اور میں وہاں اس طرح کھڑا ہوں جس طرح انہیں پریڈ کرا رہا ہوں۔ مگر یہ پریڈ اس طرح نہیں ہو رہی جس طرح فوجی پریڈ ہوتی ہے کہ پریڈ کرانے والا لفٹ رائٹ لفٹ رائٹ کرتا چلا جاتا ہے۔ بلکہ میں انہیں صرف اشارہ کرتا ہوں اور وہ میرے اشارہ پر حرکت کر سکے ایک لائن میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُن کے مقابلہ میں مجھے ایک اور جماعت بھی نظر آتی ہے اس وقت میرے ذہن میں یہ بات نہیں کہ وہ ملائکہ ہیں یا گزشتہ بزرگوں کی ارواح ہیں۔ اُن کے لباس ایسے ہی ہیں جیسے ہماری جماعت کے افراد کے۔ مگر میں سمجھتا یہ ہوں کہ جیسے صوفیا کہا کرتے ہیں کہ ہر انسان کا ایک ہمزاد ہوتا ہے اسی طرح وہ ہیں۔ شکل ان کی ویسی ہی ہے جیسے ہماری جماعت کے افراد کی۔ لباس بھی ویسے ہی ہیں۔ لیکن وہ ہلکے نظر آتے ہیں جیسے اُن کے اور ہمارے درمیان کوئی ہلکا سا حجاب حائل ہوتا ہے جیسے ہلکی کہر ہوتی ہے۔ جب میں ان کو اشارہ کرتا ہوں کہ اپنی صف سیدھی کرو۔ تو دوسرا گروہ جسکی اتنی ہی تعداد ہے جتنی ہماری جماعت کے افراد کی اور جس کے ویسے ہی لباس ہیں جیسے ہمارے۔ اور جن کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ شاید ارواح ہیں یا فرشتے ہیں وہ بھی میرے اشارہ پر اپنے آپ کو سیدھا کرتے ہیں۔ سیدھے ہونے کے لحاظ سے ان کی قطار بھی سیدھی ہے۔ اور احباب جماعت کی قطار بھی سیدھی ہے۔ لیکن رؤیا میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس وقت ہماری جماعت کے افراد دوسری صف کے متوازی آ جائیں گے اسوقت انہیں تکمیل حاصل ہو جائے گی۔ اس کے بعد میں نے جو آخری نظارہ دیکھا وہ یہ تھا کہ میں اسی طرح کھڑا ہوں کہ میرا منہ جنوب کی طرف ہے دائیں طرف احمدیہ جماعت کھڑی ہے اور بائیں طرف ملائکہ یا بزرگوں کی ارواح ہیں۔ جب میں اشارہ کرتا ہوں تو یہ بھی لائن بناتے ہیں اور وہ بھی لائن بناتے ہیں لیکن اصل چیز جس کا خواب میں مجھے احساس ہے

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

وہ یہ ہے کہ ان کی لائن جب ان لائن کے متوازی ہو جائیگی۔ تب جماعت کی روحیں مکمل ہوں گی۔ پس وہ آخری نظارہ جس کے بعد میری آنکھ کھل گئی یہ تھا کہ ہماری جماعت سیدھی لکیر میں تو کھڑی ہو گئی۔ لیکن اس لائن کا دوسری سے کچھ معمولی سا فرق ہے ہماری جماعت کے افراد نے جو لائن بنائی ہے وہ بالکل سیدھی ہے۔ مگر شمال سے جنوب کی طرف جاتی ہے اور وہ فرشتے یا ارواح جو دوسری طرف کھڑے ہیں۔ انہوں نے جو لائن بنائی ہے وہ جنوب مغرب سے شمال مشرق کو جاتی ہے۔ لیکن زاویہ کا فرق زیادہ نہیں تھوڑا ہی ہے۔ اس کے بعد میں پھر جماعت کے دوستوں کو اس زاویہ پر لانے کی کوشش کر رہا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ جب میں اپنی جماعت کو اس زاویہ پر لے آؤنگا تو پھر ان کی تکمیل ہو جائے گی۔

### تعبیر رویاء

فرمایا۔ حضرت ولی اللہ شاہ صاحب محدث دہلوی نے بھی لکھا ہے کہ ملاء اعلیٰ سے مومنوں کی جماعت کا اتحاد ضروری ہوتا ہے۔

فرمایا:۔ بعد میں میں نے سوچا کہ رویاء میں یہ نظر نہیں آیا کہ احمدیوں کی لائن سیدھی نہیں خواب میں احمدیوں کی صف سیدھی ہی نظر آتی ہے لیکن اس کے بالمقابل ارواح یا ملائکہ کی جو صف تھی جہت کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی سیدھی نہیں تھی۔ پس جہاں تک آپس کی نسبت کا سوال ہے۔ ان کی صف بھی سیدھی ہے اور ان کی صف بھی۔ ان کا بھی کندھے سے کندھا ملا ہوا ہے۔ اور ہماری جماعت کا بھی کندھے سے کندھا ملا ہوا ہے۔ مگر ہماری جماعت نے جو صف بنائی ہے۔ وہ شمالاً جنوباً ہے اور ملائکہ یا ارواح نے جو صف بنائی ہے وہ شمال مشرق سے جنوب مغرب کو ایک چھوٹے زاویہ کے فرق سے جاتی ہے پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی ترقی کے لئے ان جہات میں کوئی تغیر پیدا ہونے والا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری جماعت ان جہات کی طرف خاص طور پر توجہ کرے

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ جنوب مغرب کی طرف افریقہ ہے اور شمال مشرق کی طرف چین وغیرہ

فرمایا میں نے یہ رویاء پرسوں دیکھی۔ اور کل صبح ہی افریقہ سے مولوی نذیر احمد صاحب کا مجھے خط ملا کہ وہاں اسلام کی ایک زبردست رَو چل رہی ہے اور بارہ مبلغوں کی سخت ضرورت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہاں اسلام کی ترقی کے لئے جلد ہی کوئی تغیر پیدا کرنے والا ہے۔

### ایک اور رویاء

فرمایا۔ میں نے ایک اور رویاء بھی دیکھا ہے پیر احسن دین صاحب ایک ڈپٹی کمشنر ہیں۔ جو یوں تو سلسلہ سے تعلق نہیں رکھتے مگر بعض احمدیوں سے تعلقات رکھتے ہیں ان کے دادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معتقد تھے لیکن وہ خود احمدیت کے معتقد نہیں ہیں۔ البتہ دنیوی لحاظ سے احمدیوں سے تعلقات رکھتے۔ اور مجھے بھی ملتے رہتے ہیں مذہبی طور پر وہ ڈاکٹر اقبال کے شاگردوں میں سے ہیں۔ میں نے رویاء میں دیکھا کہ میں کسی جگہ ہوں وہاں انہوں نے میرے لئے ایک فٹن بھجوائی ہے اور مجھے اپنے گھر بلا بھیجا ہے۔ تین چار دوست اس فٹن میں بیٹھ گئے۔ اور میں بھی کہتا ہوں کہ میں نے وہاں جانا ہے۔ مگر میں ابھی بیٹھا نہیں کہ آنکھ کھل گئی۔ شاید اس سے یہ مراد ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے گا۔ یا اس سے مراد یہ ہو کہ کوئی احسن بات ظاہر ہونے والی ہے۔ پھر میں نے مرزا احسن بیگ صاحب کو دیکھا۔ اس میں بھی احسن کا لفظ آتا ہے

### اٹلی کی جنگ کے متعلق رویاء

فرمایا اٹلی کے متعلق میں نے رویاء دیکھی تھی کہ مولوی عبدالکریم صاحب بڑے زور شور سے ریکروٹنگ کے متعلق تقریر فرما رہے ہیں اس وقت انگریز اس قدر خوش تھے کہ وہ خیال کرتے تھے ہم چند دنوں میں ہی اٹلی پر قبضہ کر لیں گے۔ اسوقت کے اخبارات نکالے جائیں تو معلوم ہو گا کہ انگریزوں نے یہ دعوے کئے تھے کہ ہم چند دنوں میں ہی اٹلی کو فتح کر لیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے رویاء میں دکھایا کہ مولوی عبدالکریم صاحب

شور مچا رہے ہیں کہ لوگوں کو فوج میں بھرتی ہونا چاہیئے۔ میں اس وقت حیران تھا۔ کہ انگریز تو کہتے ہیں ہم اٹلی کو چند دنوں میں ہی فتح کر لیں گے۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب ریکروٹنگ کے لئے زور و شور سے تقریر فرما رہے ہیں یہ کیا بات ہے۔ مگر اٹلی کو انگریز ابتک فتح نہیں کر سکے۔ بلکہ اب تو انزیو کے متعلق بھی انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ ہمیں وہاں کچھ پیچھے ہٹنا پڑا ہے۔ اسیطرح ایک مفتوحہ علاقہ کی نسبت امریکہ کے ایک وزیر نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ توڑ مروڑ کر جواب دینے کی کیا ضرورت ہے۔ سیدھی بات ہے جرمنوں نے مارا اور ہم نے وہ علاقہ چھوڑ دیا۔ غرض اس وقت انگریز تو یہ کہہ رہے تھے کہ اٹلی کو فتح کرنا چند دن کی بات ہے مگر مجھے یہ نظارہ دکھایا گیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب لوگوں میں تقریر فرما رہے ہیں کہ رنگروٹ دو۔ رنگروٹ دو میں تو اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اٹلی فتح کرنا ایسا آسان نہیں جیسا انگریز سمجھتے ہیں۔ ورنہ مولوی عبدالکریم صاحب فوجی بھرتی کے لئے تقریر کیوں کرتے۔ چنانچہ دیکھ لو یہ ستمبر کی بات تھی اور اب مارچ ختم ہو گیا ہے۔ گویا ساتواں مہینہ شروع ہے۔ مگر ابھی تک انہوں نے روم بھی نہیں لیا پس اس وقت کے اخبارات میں جو خوشیاں منائی گئی تھیں ایسے تمام حوالے نکال لینے چاہئیں اور پھر اس پر مضمون لکھنا چاہیئے۔ ڈلہوزی میں یہ رویاء میں نے جمعہ کے دن دوستوں کو سنا دیا تھا۔ اس وقت اٹلی پر حملہ کی خبر ہمیں نہیں پہنچی تھی جب میں نے رویاء کا ذکر خطبہ میں کیا تو اس کے بعد مرزا رشید احمد صاحب کہنے لگے کہ انہوں نے رات ریڈیو پر سنا ہے کہ اٹلی میں انگریزی فوجیں داخل ہو گئی ہیں۔ مگر بہرحال انہوں نے سنا ہو گا ہم نے نہیں سنا۔ کیونکہ ہمارے پاس اسوقت ریڈیو نہیں تھا۔

عجیب بات یہ ہے کہ انگریزی فوجوں کے اترنے کی ساری کیفیت مجھے رویاء میں بتا دی گئی۔ میں نے دیکھا کہ بے تحاشا لاریاں دوڑتی چلی جاتی ہیں ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری یہاں تک کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہر موٹر کی دُم کے ساتھ دوسری موٹر کا منہ لگا ہوا ہے

یہی نظارہ اٹلی میں انگریزی فوجوں کے داخل ہونے کا تھا۔ ڈاکٹر بدر الدین صاحب نے مجھے لکھا کہ ہم ساتھ تھے۔ اس لئے اس رویاء کا جو ہمیں مزا آتا ہے وہ دوسروں کو نہیں آ سکتا۔ بالکل یہی نظارہ تھا کہ لاری کے ساتھ لاری لگی ہوئی تھی۔ ٹائمز آف لنڈن نے بھی لکھا کہ جس طرح فوجوں سے بھری ہوئی لاریاں اٹلی میں داخل ہوئی ہیں اس کا اگر کسی نے اندازہ لگانا ہو تو وہ لنڈن کے کسی چوک کا اندازہ لگا لے۔ جب وہاں موٹریں وغیرہ کسی وجہ سے رُک جاتی ہیں تو اجازت ملنے پر کس طرح ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتی چلی جاتی ہیں۔ جو حالت ایسے موقع پر ہوتی ہے۔ اس کو اگر کئی گنے بڑھا کر انسان سوچے تو وہ کسی قدر اندازہ لگا سکتا ہے کہ اٹلی میں ہماری فوجی لاریاں کتنی کثرت اور کتنی تیزی سے داخل ہوئیں۔ میں نے جب دوسرے ہی دن یہ رویاء دوستوں کو سنایا تو میں نے یہی مثال دی تھی کہ جس طرح لنڈن کے کسی چوک کی اس وقت حالت ہوتی ہے۔ جب موٹریں کسی وجہ سے روک دی جائیں اور پھر جو نظارہ ان موٹروں کے گزرنے پر نظر آتا ہے اسی قسم کا لیکن اس سے زیادہ شاندار نظارہ مجھے رویاء میں دکھایا گیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ٹائمز آف لنڈن نے بھی وہی مثال دی جو میں نے دی تھی۔

### ایک اور رویا جس میں شاہی خاندان کے خطرہ کا نظارہ دکھایا گیا

فرمایا میں نے ایک اور رویاء بھی انہی دنوں دیکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک تنگ سی جگہ ہے۔ جو پیچھے سے تو زیادہ تنگ ہے۔ مگر آگے کسی قدر کھلی ہے۔ وہاں انگریزی فوج موجود ہے۔ اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ

### درخواست دعاء

گیانی واحد حسین صاحب مبلغ کا لڑکا سخت بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے

کہ بادشاہ اور ملکہ بھی اسی جگہ ہیں۔ اتنے میں وہاں جرمنوں نے شدید گولہ باری شروع کر دی۔ اور اس قدر گولہ باری کی۔ کہ انگریزی فوج نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ اور وہ جگہ زیادہ سے زیادہ تنگ ہوتی چلی گئی۔ پہلے مثلاً چودہ میل کا راستہ تھا تو پھر سات میل پر آ گئے۔ پھر اور پیچھے ہٹ کر تین میل پر آ گئے۔ غرض اسی طرح وہ پیچھے ہٹتے چلے آئے ہیں اس وقت سمجھتا ہوں۔ کہ اس کے پیچھے ایک دریا بھی ہے۔ وہاں میں کھڑا ہوں۔ اور یہ تمام نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اس وقت۔ مجھے خواب میں ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ انگلستان کا ریڈیو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس واقعہ کی خبریں براڈ کاسٹ کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور میں بھی اس کی آواز سن رہا ہوں وہ بتاتا ہے۔ کہ سخت گولہ باری ہو رہی ہے انگریزی فوج پیچھے ہٹ رہی ہے۔ اب اور جگہ تنگ ہو گئی ہے۔ اب اور جگہ تنگ ہو گئی ہے۔ شاہی خاندان کو سخت خطرہ پیش آ گیا ہے۔ اور ہم حیران ہیں کہ اسے وہاں سے کس طرح نکالیں جوں جوں ریڈیو پر یہ خبریں بیان کی جاتی ہیں۔ مجھے ساتھ ہی یہ بھی محسوس ہوتا ہے۔ کہ غیبی طور پر مجھے ایسی قوت عطا کی گئی ہے۔ جس سے میں صرف خبریں ہی نہیں سنتا۔ بلکہ لڑائی کا تمام نظارہ بھی دیکھتا چلا جاتا ہوں۔ اسکے بعد یکدم مجھے ریڈیو پر کوئی شخص یہ کہتا سنائی دیتا ہے۔ کہ اب کوئی صورت نظر نہیں آتی جس سے کام لے کر شاہی خاندان کو نکالا جا سکے۔ میں اس وقت سمجھتا ہوں شائد ہمارے بادشاہ کسی چیز کے معائنہ کے لئے گئے تھے۔ اور وہاں دشمنوں کے نرغہ میں پھنس گئے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ انگریزی فوج شکست کھا کر بھاگی ہے۔ اور دریا کے پار جہاں میں کھڑا ہوں۔ اس طرف سپاہی بھاگ کر آ رہے ہیں۔ اور میرے دونوں طرف سے بھاگے جا رہے ہیں اتنے میں مجھے اور شور سنائی دیا۔ اور ایک گھوڑا گاڑی بھی دیکھی جس میں ملکہ مکرمہ سوار ہیں۔ وہ دریا جس کے کنارے پر میں کھڑا ہوں۔ پہاڑی طرز کا ہے جیسے کسی پہاڑ کے درے میں سے نکل کر آتا ہے۔ میں نے ملکہ مکرمہ کی گاڑی کو اس درے میں سے آتے ہوئے دیکھا کوچبان شدت جوش کی وجہ سے کھڑا ہوا ہے۔ اور کوڑے پر کوڑا گھوڑوں پر برسا رہا ہے۔ اور گھوڑے بے تحاشہ بھاگ رہے ہیں۔ اور گاڑی کے پیچھے سوار یعنی جرمن گھڑ چڑھے ہتھیار لگائے ہوئے تعاقب کر رہے ہیں۔ مجھے اسوقت خیال آیا۔ کہ اس گاڑی میں ملکہ سوار ہے۔ اگر انکو دشمن نے گرفتار کر لیا۔ تو انگریزی حکومت پھر جرمنی کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ اس لئے ہر شخص کا فرض ہے کہ ملکہ کو بچانا چاہیئے۔ یہ خیال آتے ہی میں بھاگتے ہوئے سپاہیوں کی طرف بڑھا۔ اور ان سے کہا۔ کہ یہ وقت بھاگنے کا نہیں۔ اس وقت ملکہ کی حفاظت تمہارا اولین فرض ہے۔ فوراً واپس لوٹو۔ اور جرمن سپاہیوں اور ملکہ کے درمیان صفیں باندھ لو۔ تاکہ ملکہ کی گاڑی کو دریا عبور کرنے کا موقعہ مل جائے۔ اور میں ان کے آگے کھڑا ہو کر ان کو دوڑنے سے روکتا ہوں۔ اور واپس جانے پر مجبور کرتا ہوں۔ آخر وہ میری بات سے متاثر ہو جاتے ہیں اور بڑے جوش سے دریا میں کود کر اس کو عبور کرتے ہیں اور ملکہ مکرمہ کی گاڑی اور جرمن فوج کے درمیان میں کھڑے ہو جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں کوچبان کو گاڑی دریا کے پار کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب ملکہ محفوظ ہو گئی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر ایک بجلی کی طرح ساری برٹش امپائر میں پھیل گئی ہے۔ کہ ملکہ دریا کے پار ہو گئی ہے اور جرمن سپاہی اس کو پکڑ نہیں سکے۔ اور اسوقت یوں معلوم ہوتا ہے کہ میں سب ملکوں کی آواز سن سکتا ہوں۔ اور میں نے سنا۔ انگلستان آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ افریقہ سب جگہ کے برطانوی باشندے خوشی سے تالیاں پیٹ رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب انگریزی قوم جیت گئی۔ اور جرمن ہار گئے۔ اس وقت خواب میں مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ اس احساس سے کہ میری طاقت سے یہ تغیر ہوا ہے۔ میں نے بھی بے تحاشا تالی پیٹ دی۔ لیکن ایک دو دفعہ ہاتھ پر ہاتھ مارنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میں غلطی کر رہا ہوں اور ہاتھ کو روک لیا۔

**تعبیر**

پہلے خیال تھا۔ کہ میرا یہ رویا انبریو میں پورا ہو گیا ہے۔ وہاں انگریزی فوج اسی طرح پیچھے ہٹی ہے۔ اور وہاں ایک سمندر کا بھی اخباروں میں ذکر آتا ہے۔ مگر میرے ایک عزیز نے اس طرف توجہ دلائی۔ کہ ممکن ہے گذشتہ دنوں برما میں جو ایک انگریزی فوج گھر گئی تھی۔ اس کی طرف اشارہ ہو۔ لارڈ مونٹ بیٹن ملکہ کے بھائی برما میں انگریزی افواج کے کمانڈر انچیف ہیں۔ ممکن ہے اس نسبت سے ملکہ مکرمہ کو دکھایا گیا ہو۔ یا ممکن ہے کسی اور واقعہ کا اس رویا میں ذکر ہو۔ جو ابھی پورا ہونے والا ہو۔ بہرحال ابھی یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ انبریو میں رویا کی باقی کیفیات تو سب پوری ہیں۔ مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ملکہ کا گھر جانا وہاں کس رنگ میں پورا ہوا۔

**سیدہ ام طاہر احمد رضی اللہ عنہا کی وفات کے متعلق رویا**

فرمایا۔ اس رویا سے پہلے میں نے یہ نظارہ دیکھا تھا کہ میں ایک گاڑی پر سوار ہوں اور امۃ الحکیم میری لڑکی میرے ساتھ ہے وہ گاڑی ایسی ہے جیسے ہلکا سا گڈا ہوتا ہے۔ مگر بیٹھنے والی گاڑی کی طرز پر ہے۔ ہم چلے آ رہے ہیں کہ راستہ میں وہ گاڑی کسی چیز سے ٹکرا ئی۔ اور ہم کو سخت چوٹیں آئیں۔ جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے سنا کہ ڈاکٹر میرے متعلق امۃ الحکیم سے یہ کہہ رہا ہے کہ وہ بہت بیہوش پڑے ہیں۔ یا شاید یہ تھا۔ کہ مر گئے ہیں میں اس کی تردید کرنا چاہتا ہوں۔ مگر ڈاکٹر مجھے کہتا ہے کہ آپ بولیں نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے پتہ لگتا ہے کہ امۃ الحکیم کو سخت چوٹ آئی ہے۔ اور ڈاکٹر اُسے صدمہ پہنچانا چاہتے ہیں۔ تاکہ ایک بڑے صدمہ کا ذکر سنکر طبیعت چھوٹے صدمہ کا مقابلہ کرے اور اسے ہوش آ جائے۔ اس کے بعد اسے ہوش آ جاتی ہے اور میں اسے بچے کی طرح گود میں اٹھا کر مکان کے کٹہرے کے پاس لے گیا ہوں اور اسے کہتا ہوں۔ کہ وہ نظارہ دیکھو۔ سامنے دریا نظر آ رہا ہے اُسوقت میں خواب میں امۃ الحکیم سے یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ دیکھو۔ میں نے تمہاری خاطر جھوٹ بولا۔ جھوٹ تو ڈاکٹر نے بولا تھا۔ مگر چونکہ میں اسوقت ڈاکٹر کے کہنے پر خاموش رہا۔ اس لئے میں امۃ الحکیم سے مذاقاً کہتا ہوں کہ تمہاری خاطر مجھے جھوٹ بولنا پڑا۔ اسوقت مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ گویا امۃ الحکیم چھوٹی سی ہو گئی ہے۔ اور میں نے اُسے گود میں اٹھا لیا ہے۔ اور مکان کے کٹہرے میں لے جا کر میں اُسے کہتا ہوں کہ وہ سامنے دریا کا نظارہ دیکھو۔ اسکے بعد مجھے ملکہ کا نظارہ دکھایا گیا۔ بعد میں مجھے حیرت بھی آئی۔ کہ ان دونوں نظاروں کا آپس میں جوڑ کیا ہوا۔ مگر بہرحال یہ دونوں نظارے ایک ہی تسلسل میں دکھائے گئے تھے۔ (اب یہ خیال آتا ہے۔ کہ شائد یہ اس کی والدہ ام طاہر کی وفات کے متعلق تھی۔ کیونکہ گاڑی ٹکرانے سے صدمہ عظیمہ مراد ہوتا ہے۔ اور مجھے اور امۃ الحکیم سلمہا اللہ تعالیٰ کو سخت چوٹ آنے سے یہی مراد تھی۔ کہ ہم دونوں کو سخت صدمہ ہوگا۔ چنانچہ بچوں میں سے زیادہ صدمہ اسی کو ہوا ہے۔ اور بچوں کی طرح اس کو اٹھا لینے کی بھی یہی تعبیر ہے۔ کہ ماں کی وفات کی وجہ سے مجھے ہی اس کی پوری طرح دلداری کرنی ہوگی۔ اور اس کا سب بوجھ مجھ پر آ پڑیگا۔ یہ رویا ڈلہوزی ۸ ستمبر میں آئی تھی۔ اور اسوقت دوستوں کو سنا دی گئی تھی۔ جن میں مولوی نور الحق صاحب مولوی فاضل اور ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بھی شامل ہیں)

**مصلح موعود کے زمانہ میں اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔**

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے ذکر کیا کہ آیت کریمہ هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله

کے متعلق تمام مفسرین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ یہ غلبہ مسیح موعود علیہ السلام کے وقت ہوگا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس غلبہ کے لئے مصلح موعود کے زمانہ کی تعیین کی ہے۔ اس لئے حضور کے زمانہ میں ہی اسلام کا غلبہ مقدر معلوم ہوتا ہے۔

## لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ کا مطلب

حضور نے فرمایا:۔

یہ بھی غور کرنے والی بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا۔ کہ لیظھرہٗ علی الادیان کلّھا بلکہ علی الدین کلّہٖ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اس میں موجودہ زمانہ کی دینی جنگ کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں جزئیات کا جزئیات سے مقابلہ ہوگا۔ ادیان کی شکست تو ایک ایک مسئلہ سے بھی ہو جاتی ہے۔ مثلاً تناسخ کا مسئلہ باطل ثابت کر دیا جائے۔ تو ہندو مذہب شکست کھا جاتا ہے۔ بت پرستی کا رد کر دیا جائے۔ تو جین مت یا دوسرے مذاہب کی شکست ہو جاتی ہے۔ غرض ایک ایک مسئلہ سے دوسرے مذاہب باطل ثابت ہو سکتے ہیں۔ لیکن فرماتا ہے۔ آخری زمانہ میں یہ نہیں ہوگا بلکہ جزئیات کا جزئیات سے مقابلہ ہوگا۔ دین کے ایک ایک ٹکڑے پر بحث ہوگی۔ اور ہر بات میں اسلام کی فضیلت دوسرے ادیان پر ثابت کرنی پڑیگی۔ گویا ایک طرف اسلام ہوگا اور دوسری طرف کفر اور اسلام کے ہر مسئلہ کا جو جزئیات سے تعلق رکھتا ہے کفر سے ٹکراؤ ہوگا۔ اور کفر اس مقابلہ میں شکست کھا جائے گا۔ اس سے پہلے ہندوستان میں اگر اسلام پھیلا تو چند مسائل کو ثابت کر دینے سے ہی۔ مثلاً "تحفۃ الہند" کے ذریعہ بہت سے ہندو اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ مگر اس کتاب میں چند موٹی موٹی باتوں کا ہی ذکر ہے۔ انہوں نے شرک کا رد کر دیا۔ بیوہ عورتوں کے متعلق اسلام کی تعلیم کی فضیلت ثابت کر دی۔ تو اس سے سینکڑوں ہندو مسلمان ہو گئے۔ یہ بے شک اسلام کی ہندو مذہب پر فتح تھی۔ مگر یہ علی الدین کلّہٖ کے لحاظ سے فتح نہیں تھی۔ ایک مسئلہ یا چند مسائل میں اسلام کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ مگر اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام کی برتری جزئیات کے لحاظ سے بھی ہمیشہ کے لئے ظاہر ہو جائیگی۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ کہا جائے اسلام میں چونکہ توحید کا بیان ہے۔ اور فلاں فلاں مذہب شرک کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس لئے اسلام افضل ہے۔ یا صرف رسالت کے لحاظ سے اسلامی تعلیم کو افضل ثابت نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ جزئیات کا ذکر کر کے ان کے لحاظ سے بھی اسلام کو سب پر غالب کیا جائے گا۔ گویا اقتصادی۔ تمدنی۔ سیاسی جس قدر احکام ہیں ان تمام میں اسلام کا کفر سے ٹکراؤ ہوگا۔ اور پھر اسلام کو فتح حاصل ہوگی۔

یہ حکمت ہے کہ اس آیت میں دین کو مفرد رکھکر اس کی طرف کلّہٖ کی ضمیر پھیری گئی ہے۔ اگر اسلام کے مخالف دین کے سب حصے مراد نہ ہوتے۔ بلکہ سب دین بہ حیثیت اجمال دین کے مراد ہوتے۔ تو علی الادیان کلّھا آتا۔

فرمایا۔ اس آیت میں ایک طرف جہاں اسلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے ھدیٰ اور دین الحق دو الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ مگر دوسری طرف خالی دین کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ خالی دین اس دین کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جو دین الحق ہو۔ اور اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور نور رکھتا ہو۔ اگر خالی دین کا دین الحق سے مقابلہ ہو۔ ایسے دین الحق سے جو اپنے ساتھ ھدیٰ بھی رکھتا ہو۔ تو یہ لازمی بات ہے۔ کہ دین الحق نہیں گرے گا۔ بلکہ خالی دین ہی شکست کھائیگا۔

فرمایا دین ایک ظاہری چیز کا نام ہے۔ مگر ھدیٰ باطن کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیز ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ کہ دوسرے لوگوں کے پاس صرف ظاہر ہی ظاہر ہے۔ مگر مسلمانوں کے پاس ظاہر بھی اور باطن بھی۔ کوئی ھدیٰ ایسی نہیں ہو سکتی جس کا باطن نہ ہو۔ اور کوئی حق ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس کا باطن نہ ہو۔ مگر خالی دین کے ساتھ باطن کا ہونا ضروری نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ کہ ہمارا رسول دو چیزیں لیکر آیا ہے۔ ھدیٰ اور دین الحق۔ مگر دوسرے لوگوں کے پاس صرف دین ہے گویا ظاہر ہی ظاہر ہے۔ باطن ان کے پاس نہیں۔ اس لئے جب مقابلہ ہوگا۔ تو ھدیٰ اور دین الحق ہی جیتیں گے۔ خالی دین یعنی عبادات وغیرہ کے مسائل بغیر الٰہی تائیدوں کے نہیں جیت سکتا۔

فرمایا۔ یہ زمانہ ایسا ہے۔ جس میں فلسفہ اور تعلیم کی ترقی کی وجہ سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ نہیں پوچھتے۔ تناسخ صحیح ہے یا غلط۔ ہم یہ کہتے ہیں۔ تمہارے مذہب میں فلاں کمزوری پائی جاتی ہے۔ فلاں کمزوری پائی جاتی ہے پھر تمہارا دین سچا کس طرح ہو سکتا ہے پس اس زمانہ میں لوگ جزئیات کے متعلق سوالات کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی مذہب سچا ہے۔ تو جزئیات میں اپنے آپ کو سچا ثابت کر کے دکھائے۔ محض ایک دو مسائل میں کسی مذہب کا دوسرے مذہب پر غالب آ جانا کافی نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ دین کے لفظ میں سارے ادیان شامل ہیں اور کلّہٖ کے لفظ نے بتا دیا۔ کہ اسلام کے مقابلہ میں انکی جزئیات تباہ کر دی جائیں گی۔

فرمایا۔ مصلح موعود کی پیشگوئی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو انکشاف فرمایا۔ اس کی صداقت کا ایک یہ بھی ثبوت ہے۔ کہ ایک مہینہ کے اندر اندر غیر مبایعین میں سے چار پانچ ایسے آدمی جو ان میں بہت بڑی عزت رکھتے تھے۔ ہماری جماعت میں شامل ہو گئے اور انہوں نے میری بیعت کر لی۔

## جمعہ کے روز بہشتی مقبرہ میں جانا

ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ کیا جمعہ کے دن لوگوں کو خاص طور پر بہشتی مقبرہ میں دعا کرنے کے لئے جانا چاہیئے؟ یا اس دن کو اس لحاظ سے کوئی خاص خصوصیت حاصل نہیں؟

حضور نے فرمایا۔ مجھے تو کسی ایسی خصوصیت کا علم نہیں۔ ہاں چونکہ قادیان میں مہمان بھی آتے رہتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی شخص کے پاس بہشتی مقبرہ میں جانے کے لئے اور کوئی وقت نہ ہو۔ تو وہ بیشک جمعہ کے دن چلا جائے۔ مگر یہ درست نہیں۔ کہ جمعہ کے دن لوگوں کو خاص طور پر وہاں دعا کرنے کے لئے جانا چاہیئے جس کو جمعہ کے دن ہی فرصت ملتی ہے۔ وہ جمعہ کے دن چلا جائے۔ مگر جس کو اور دنوں میں وہاں جانے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ اسے اس غرض کے لئے جمعہ کو مخصوص نہیں کرنا چاہیئے۔

فرمایا۔ بدعت اسی کو کہتے ہیں۔ کہ کسی چیز کو ایسی اہمیت دی جائے۔ جو شریعت نے اس کو نہیں دی۔ اور خود بخود سمجھ لیا جائے۔ کہ اس کو ترجیح حاصل ہے۔ پس ہمیں کوئی ایسا فعل نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ کوئی خاص چیز جسے شریعت نے ترجیح نہیں دی۔ اس کے متعلق ہم سمجھیں کہ وہ ترجیح والی ہے۔ اسی کو بدعت کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے لوگوں نے بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ میں فرق کیا ہے جب کوئی ایسی چیز ہو۔ جس کی دین تائید نہیں کرتا۔ تو وہ بدعت سیئہ ہوگی اور جب کوئی ایسی چیز ہو۔ جس کی دین تائید کرتا ہو۔ تو وہ بدعت حسنہ ہوگی۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لوگ اعتراض کرتے تھے۔ کہ حدیث کے رُو سے خانہ کعبہ مسجد نبوی یا بیت المقدس کے سوا اور کسی مسجد کی طرف سفر کر کے جانا جائز نہیں۔ پھر احمدی قادیان کیوں جاتے ہیں۔ اب ان کا یہ اعتراض درست نہیں تھا۔ کیونکہ جب تک یہ حکم تھا۔ اس وقت تک وہ شخص پیدا نہیں ہوا تھا۔ جس کا آنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے ماتحت ضروری تھا۔ پھر جب ایک مامور پیدا ہو گیا۔ خدا کا کلام اس پر نازل ہوا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے برکت والا قرار دیا۔ تو چونکہ خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے فعل نے اس کو ترجیح دی اس لئے یہ بدعت تو ضرور ہے۔ مگر بدعت حسنہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے پہلے لوگ قادیان نہیں آتے تھے۔ مگر اب آتے ہیں۔ پس بے شک یہ ایک بدعت ہے۔ مگر بدعت حسنہ ہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت عطا فرمائی ہے۔ پس ہر چیز جو کسی زمانہ میں نئی نکلے جس کو خدا کا کلام درست قرار دیتا ہو۔ جو عقل صحیح کے مطابق ہو۔ اور وہ ایسا فعل نہ ہو۔ جسے نصوص بیّنہ رد کر رہی ہوں۔ وہ جائز اور درست ہوگا۔ مثلاً اگر آئندہ کوئی مامور آئے۔ اور وہ کوئی ایسی بات بتلائے۔ جس کو اسلام منسوخ نہیں کرتا۔ اور

ہمارے لئے برکت اور رحمت کا موجب ہو۔ تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن جو چیز دین سے ثابت نہ ہو اور اسے بلا وجہ ترجیح دے دی جائے۔ تو وہ بدعت سیئہ ہوتی ہے۔

**کیا بچوں پر نماز پڑھنے کے لئے زور نہ دینا چاہیئے**

ایک دوست نے سوال کیا کہ حضور نے فرمایا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ میرے متعلق جب کسی نے کہا کہ نماز باجماعت باقاعدہ ادا نہیں کرتا تو حضور نے فرمایا۔ میں نہیں چاہتا یہ میری نماز پڑھے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ خدا کی نماز پڑھے۔ کیا اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے۔ کہ بچوں پر نماز پڑھنے کیلئے زیادہ زور نہیں دینا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا۔ ایک شخص اگر دیکھتا ہے کہ اس نے اپنے خاندان میں دین کا ایسا ماحول پیدا کر دیا ہے۔ کہ اُس کے بچوں میں اگر نیکی کا مادہ ہوا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو کسی صورت میں رد نہیں کر سکیں گے۔ تو اسکے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ ورنہ اگر کسی نے دین کا وہ ماحول پیدا ہی نہیں کیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کیا تھا۔ تو اس کے لئے یہ فتویٰ نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو نماز کی تحریک نہ کرے۔ ایسا کرنا اسی کے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ جس نے اپنے خاندان میں خاص دینی ماحول پیدا کیا ہوا ہو۔ فرمایا۔ حافظ عبدالرحیم صاحب مرحوم مالیر کوٹلہ کے رہنے والے جو تشحیذ الاذہان کے پہلے ایڈیٹر ہوا کرتے تھے۔ غریب آدمی تھے۔ جب وہ بورڈنگ میں رہتے تھے تو ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ لحاف اوڑھے جلدی جلدی ریوڑیاں کھا رہے ہیں۔ گویا انہیں ڈر تھا کہ کوئی اور لڑکا نہ دیکھ لے اور اسے ریوڑیاں نہ دینی پڑیں۔ میں نے انہیں ہنس کر کہا کہ حافظ صاحب آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ کہنے لگے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت ہے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کو ریوڑیاں بہت پسند ہیں۔ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو ایسٹرن سیرپ بھی پسند ہے۔ وہ کیوں نہیں پیتے۔ تو بات یہ ہے۔ کہ نقل موقع و محل کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اگر وہ موقع و محل کے مطابق نقل نہیں۔ تو فتویٰ بھی بدل جائے گا۔

فرض کرو ایک شخص کو الہام ہو۔ (اور وہ ایسے مقام پر ہو۔ کہ اس الہام کو ماننا لازم اُس کے لئے حجت ہو) کہ اپنے بچے کو بیشک آزاد چھوڑ دو۔ ہم آپ اسے نماز پڑھائیں گے۔ تو ایسے شخص کے لئے یہ جائز ہوگا۔ کہ وہ اُسے کچھ نہ کہے۔ یہ جزئیات سے تعلق رکھنے والے اُمور ہیں۔ اور حالات کے ماتحت بدلتے رہتے ہیں۔ اصولی احکام نہیں ٭

# جماعت احمدیہ دہلی کا نہایت اہم جلسہ

قادیان ۱۸ر اپریل جماعت احمدیہ دہلی نے خدا تعالیٰ کے اس عظیم الشان نشان کے اعلان کے لئے جو مسیح موعود کی پیشگوئی کے متعلق ہے۔ اور جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات والا صفات پر پورا ہو چکا ہے ۱۶ر اپریل کو ملکہ کے باغ متصل ہارڈنگ لائبریری میں نہایت اہم جلسہ منعقد کیا جس میں اس نشان کے پورے ہونے کا اعلان فرمانے کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۶ر اپریل کو ۹ بجے صبح فرنٹیر میل سے دہلی پہنچے۔ سٹیشن پر ایک بہت بڑا مجمع حضور کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ جس میں مقامی اصحاب کے علاوہ بیرونی احباب بھی جو جلسہ میں شرکت کے لئے دور دور سے تشریف لائے تھے کافی تعداد میں شامل تھے۔ مقامی امیر جماعت کی طرف سے ہدایت تھی کہ کوئی صاحب سٹیشن پر حضور سے مصافحہ نہ کریں۔ اور اس ہدایت کی انہوں نے خود بھی پابندی کی۔ حضور خدام کے بہت بڑے ہجوم میں سٹیشن سے باہر تشریف لائے۔ اور صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب جو اپنی بیگم صاحبہ کے علاج کے لئے کچھ عرصہ سے دہلی میں قیام پذیر ہیں ان کی کوٹھی ۱۸/۱۹ ونڈسر پلیس میں تشریف لے گئے۔ مہمان جو گجرات (پنجاب) سے لے کر سکندر آباد دکن تک کے مختلف علاقوں سے پہنچ چکے تھے۔ ان کے ٹھہرنے کا انتظام احمدیہ فرنیچر ہوس کے وسیع احاطہ میں کیا گیا۔ بعض دوسرے احباب کے ہاں بھی مہمانوں کے ٹھہرنے کا انتظام تھا۔ مہمانوں کے کھانے کا انتظام جماعت احمدیہ دہلی کی طرف سے ۱۵ر اپریل کی شام سے کیا گیا۔ اور مہمانوں کے استقبال کا انتظام جناب میاں غلام محمد صاحب اختر کے سپرد تھا جن کے ساتھ ۲ نائب اور ۲۰ معاون کام کر رہے تھے۔ انہوں نے دہلی کے سٹیشن پر مختلف اطراف سے اور مختلف اوقات میں آنیوالی روزانہ ۲۲ گاڑیوں پر ۱۲ر اپریل سے ۱۶ر اپریل کی شام سے مہمانوں کی دیکھ بھال شروع کر دی۔ تاکہ کسی کو قیام گاہ تک پہنچنے میں تکلیف نہ ہو۔ عورتوں کو قیام گاہ تک پہنچانے کے لئے جماعت دہلی نے تانگوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ جلسہ کا اعلان مختلف طریقوں سے کیا گیا۔ پچاس ہزار پوسٹر اور اشتہارات اردو۔ انگریزی اور ہندی میں نیز قریباً تمام مقامی اخبارات میں اعلان کرائے گئے۔ ٹریم گاڑیوں پر اشتہارات چسپاں کئے گئے۔ لجنہ اماء اللہ نے خواتین سے جلسہ میں شامل ہونے کی درخواست بذریعہ اشتہار کی۔ غرض ہر ممکن طریق سے دہلی والوں کو اطلاع پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اس کے مقابلہ میں غیر احمدی علماء نے نہ صرف ہمارے اشتہارات کو دیواروں سے نوچا کر وہاں اپنے اشتہارات لگوائے۔ جن میں لوگوں کو جلسہ میں شریک ہونے سے روکا۔ اور بہت کچھ بد زبانی کی گئی تھی۔ بلکہ جلسے منعقد کرکے عوام کو سخت مشتعل کیا۔ اور بہر صورت جلسہ درہم برہم کرنے کی تلقین کی گئی۔ اور وہ جگہ بجگہ کہتے پھرتے تھے کہ ہم قطعاً جلسہ نہیں ہونے دینگے۔ ہم خون کی ندیاں بہادیں گے۔ وغیرہ وغیرہ

ان حالات میں ۱۶ر اپریل کو جماعت احمدیہ کا جلسہ دہلی میں منعقد ہوا۔ جلسہ گاہ نہایت سلیقہ سے آراستہ کی گئی تھی۔ سامنے بڑا دروازہ بہت شاندار اور خوبصورت تھا۔ جس پر دونوں طرف اسلامی نشان چاند اور ستارہ کے نیچے لکھا تھا۔ "خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نشان کے اعلان کے لئے جماعت احمدیہ دہلی کا جلسہ" لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مردانہ جلسہ گاہ ۱۴۰×۱۶۰ فٹ تھی۔ زنانہ جلسہ گاہ علیحدہ باپردہ بنائی گئی تھی۔ مردانہ جلسہ گاہ میں سٹیج کے دونوں طرف کرسیاں اور باقی جگہ پر دریاں بچھائی گئیں۔ پانچ بجے کے قریب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اور حضور نے ظہر و عصر کی نمازیں اکٹھی قصر کر کے پڑھائیں۔ مقامی احباب نے پوری نمازیں ادا کیں۔ اس وقت تک ہر مذہب و ملت کے بہت سے لوگ جلسہ گاہ میں پہنچ چکے تھے۔ مقررہ وقت پر ساڑھے چار بجے صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ (بقیہ حالات آخری صفحہ پر ملاحظہ ہوں)

## سیرت حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سچا مخلص اور جانباز خادم، خدمتِ خلق اللہ میں محویت کا ایک اعلیٰ نمونہ حق کی تائید اور باطل کو کچلنے کے لئے ایک کھچی ہوئی تلوار، علم و فضل کا بحرِ بیکراں، حلیمی، فروتنی، تواضع، بے نفسی، ملنساری، وضع داری اور توکل علی اللہ کا مجسم نمونہ ہم سے رخصت ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ○

بُلانے والا ہے سب سے پیارا، اُسی پہ اَے دِل تُو جاں فدا کر

ضرورت ہے کہ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کی بلند پایہ سیرت کو محفوظ کر لیا جائے۔ تا جہاں اس نیک اور مجسم خیر ہستی کا ذکر خیر قائم رہے۔ وہاں آنیوالی نسلوں میں آپکی تقلید کا جذبہ اور قوتِ عمل پیدا ہو۔ اسلئے تجویز کی گئی ہے۔ واللہ الموفق کہ حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کی زندگی کے واقعات کتابی صورت میں شائع کئے جائیں۔ تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ جن دوستوں کو حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ کی سیرت کا کوئی واقعہ معلوم ہو۔ وہ جلد از جلد لکھ کر بھیجدیں۔ جو دوست اس سلسلہ میں کوئی مضمون بھیجینگے۔ ان کا مضمون شکریہ کے ساتھ کتاب میں درج کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے چونکہ اس کام کو بہت جلد مکمل کرنے کا ارادہ ہے۔ اس لئے احباب سے گذارش ہے کہ بہت جلد حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات لکھ کر بھیجدیں۔ خاکساران: [illegible]

# مخالفین کی انتہائی مخالفانہ کوششوں کے باوجود دہلی میں جماعت احمدیہ کا نہایت کامیاب جلسہ

قادیان ۱۸ اپریل۔ جیسا کہ پہلے اعلان ہو چکا تھا۔ ۱۶ اپریل ۱۹۴۴ء بروز اتوار جماعت احمدیہ دہلی کا جلسہ ہارڈنگ لائبریری کے متصل کھلے میدان میں منعقد ہوا۔ احمدی احباب ۴-۵ ہزار کی تعداد میں پنجاب یوپی دہلی کے نواح اور حیدرآباد دکن تک سے پہنچ گئے تھے۔ جلسہ شروع ہوتے وقت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ اور جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی دربارہ مصلح موعود پڑھ کر سنائی۔ بعد ازاں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تقریر شروع فرمائی۔

غیر احمدی علماء نے کئی روز پیشتر سے اشتعال انگیز تقاریر و اشتہارات کے ذریعہ عوام کو سخت برانگیختہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ جلسہ شروع ہوتے ہی غیر احمدیوں کے شورش پسند طبقہ نے جو اسی غرض سے جلسہ میں آیا تھا کہ جس طرح بھی ہو جلسہ نہ ہونے دیا جائے۔ اجتماع کے آخری حصہ میں سے شور مچانا شروع کر دیا۔ اور جب ان لوگوں کو جلسہ گاہ سے باہر نکال دیا گیا۔ تو ایک بہت بڑا ہجوم جس کا اندازہ ۵-۷ ہزار تھا جلسہ گاہ کے اردگرد جمع ہو گیا۔ اور اس میں سے ایک حصہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر کے شروع ہوتے ہی گالیاں دیتا اور شور کرتا ہوا سٹیج پر حملہ کرنے کی نیت سے آگے بڑھا۔ جسے احمدیوں نے روک دیا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر جاری رہی۔ اس پر پنڈال سے باہر ہجوم نے مسلسل جلسہ گاہ پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ اور پھر مشتعل ہجوم شور کرتا ہوا جلسہ گاہ مستورات کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے روکنے کے لئے احمدی نوجوان قناتوں سے باہر صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ جس پر ہجوم نے جلسہ گاہ کے زنانہ حصہ پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ اس عرصہ میں ہجوم اس قدر زیادہ ہو گیا تھا۔ کہ ہماری جلسہ گاہ چاروں طرف سے لوگوں سے گھری ہوئی تھی۔ اور شدید خطرہ پیدا ہو گیا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر ۱½ گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس کے بعد بیرون ہند کے مبلغین نے اپنے اپنے ملک کے تبلیغی حالات سنائے۔ اس دوران میں جلسہ گاہ کی مغربی طرف سے شدید حملہ ہوا۔ اور پتھروں کی خطرناک بارش شروع ہو گئی یہ سنگ باری اس قدر قریب سے کی گئی۔ کہ اگر ہماری موٹریں جو درمیان میں حائل تھیں۔ اس سنگ باری کے لئے اتفاقی روک نہ بن جاتیں۔ تو یہ پتھر سیدھے سٹیج تک پہنچکر سٹیج والوں کو خطرناک طور پر زخمی کر دیتے۔ اس سنگ باری کا مقابلہ کرتے ہوئے۔ احمدی نوجوانوں میں سے قریباً ایک درجن زخمی ہوئے۔ جن میں سے بعض کی ضربات شدید ہیں۔ ان زخمیوں کی ابتدائی مرہم پٹی اسی وقت جلسہ گاہ میں ہی کی گئی۔

خطرہ کی شدت کے پیش نظر انتظام کیا گیا۔ کہ جلسہ کے دوران میں ہی مستورات کو لاریوں کے ذریعہ گھر پہنچا دیا جائے۔ لیکن ان اوباش لوگوں نے عورتوں اور بچوں سے بھری ہوئی لاریوں پر بھی پتھر برسائے۔ اور لاٹھیوں کے ذریعہ انہیں روکنا چاہا۔ اور ان احمدی سائیکل سواروں پر جو لاریوں کی حفاظت کے لئے ان کے ہمراہ جا رہے تھے۔ لاٹھیوں اور پتھروں سے حملہ کر دیا۔ اس موقعہ پر اندازہ ہے۔ کہ ایک درجن کے قریب نوجوان زخمی ہوئے۔ بعض غیر احمدی عورتیں بھی جلسہ گاہ میں موجود تھیں ان کی حفاظت کے لئے بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے انتظام فرمایا۔

آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اختتامی تقریر فرمانے کے بعد احباب سمیت دعا فرمائی۔ اور جلسہ برخاست کرنیکا اعلان فرمایا۔ اسپر دشمنوں کی انتہائی کوششوں کے باوجود خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

چونکہ یہ خطرہ تھا کہ واپسی پر احمدیوں پر حملہ نہ کر دیا جائے۔ اسلئے پولیس کی امداد کے ساتھ جماعت کا قافلہ احمدیہ فرنیچر ہاؤس پہنچا۔ جہاں مہمانوں کے ٹھہرانے کا انتظام تھا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے رفقاء اپنی قیام گاہ نئی دہلی میں بذریعہ موٹر تشریف لے گئے۔

تمام اقوام کے شرفا نے غیر احمدیوں کے اس شورش پسند طبقہ کے طریق عمل کی مذمت کی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان مخالفین کو عقل اور اخلاق سے کام لینے کی توفیق عنایت فرمائے۔ جلسہ میں شروع سے ہی پولیس موجود تھی۔ درمیان میں اور بھی پولیس کے آدمی پہنچ گئے۔ اور افسران سارا عرصہ موجود رہے۔ مگر افسوس کہ شورش پسند لوگ اپنی حرکات سے باز نہ آئے۔